جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کفو، برادری واد

اور

اسلام

تالیف:

مولانا ریاض احمد خان

ناشر :

ادارہ دعوۃ القرآن

۵۹ ر محمد علی روڈ ممبئی ۴۰۰۰۰۳

☆ فون: ۲۳۴۶۵۰۰۵

قیمت:۱۰ر روپے

Price:10/-

پہلا ایڈیشن:۱۰۰۰

اگست ۲۰۱۴ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کفو، برادری واد

اور

اسلام

اسلام میں نکاح کے شرعاً واقع ہونے کے لئے مرد وعورت کا باہم کفو یعنی برابر ہونا شرط نہیں ہے دونوں مسلمان ہیں تو نکاح شرعاً درست ہوگا خواہ کفاءت میں دونوں برابر ہوں یا نہ ہوں۔

لیکن نکاح کے بعد ازدواجی زندگی خوشگوار ہو اور ان کے درمیان تاحیات محبت اور مودت قائم رہے اسکے لئے نکاح سے پہلے، عادات، طرز زندگی، خاندانی روایات اور معاشی ومعاشرتی حالات میں دونوں کے درمیان کفاءت یعنی برابری کا ہونا اسلام میں پسندیدہ اور مطلوب ہے نکاح سے پہلے اس برابری اور آہم آہنگی کی تلاش کو اسلامی قانون میں کفو کہا جاتا ہے۔ یہ قانون کفاءت کا اصل مقصد ہے جہاں مرد اور عورت کے درمیان اس اعتبار سے بہت زیادہ دوری اور اجنبیت ہو وہاں عمر بھر کی رفاقت نبھ جانے کی کم ہی توقع ہوسکتی ہے اس لئے اسلامی قانون ایسے بے جوڑ نکاح کو مصلحت نکاح کے خلاف سمجھتا ہے۔

لیکن شادی بیاہ کے معاملے میں اسلام کے قانون کفو کو بعض لوگ اس معنی میں لیتے ہیں

کہ کچھ ذات اور برادریاں شریف اور کچھ رذیل ہیں جو ایک دوسرے کے کفو نہیں ہوسکتے ان کے درمیان رشتہ نکاح ناپسندیدہ اور قابل اعتراض ہے۔ دراصل یہ خیال غیر اسلامی اور وہی عصبیت جاہلیہ ہے جس کو دنیا سے مٹانے کے لئے اسلام آیا ہے۔ جس کا اعلان حضور ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقعہ پر ان الفاظ میں کیا ہے۔

☆ ''جان لو:۔ جاہلیت کے سارے دستور اور رسم ورواج میرے دونوں قدموں کے نیچے ہیں۔''

☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔'' لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہنچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔''
(سورۃ الحجرات آیت ۱۳)

امام بغویؒ اور علامہ علاؤالدینؒ بغدادی نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ تم سب لوگ نسب کے لحاظ سے یکساں اور برابر ہو۔'' امام نسفیؒ اور علامہ زمخشریؒ لکھتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک کا نسب ایک ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا حسب ونسب کی بنا پر ایک دوسرے پر فخر اور بڑائی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

علامہ مہلبؒ لکھتے ہیں کہ'' دور جاہلیت میں عرب شرافت نسبی کو بہت اہمیت دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے اسے دینداری اور تقویٰ سے منسوخ کردیا۔''

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ'' میرے نزدیک وہ شخص اس آیت کی مخالفت کرتا ہے جو دوسرے شخص سے یہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے افضل ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فضیلت کی بنیاد دین داری اور تقویٰ ہے۔''

بیضاویؒ لکھتے ہیں کہ ”تمام لوگ نسب میں برابر ہیں لہٰذا حسب ونسب پر فخر کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔“

علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ ”اس آیت میں دلیل، بلکہ صراحت ہے کہ کفاءت کا اعتبار نسب میں نہیں بلکہ صرف دین میں ہے۔“

اس آیت کا شانِ نزول قابلِ غور ہے۔ حضرت ابو ہندؓ جو آزاد غلام اور پیشہ کے اعتبار سے نائی تھے، حضور ﷺ نے بنو بیاضیہ کو جو عرب کا معزز قبیلہ تھا، حکم دیا کہ وہ ان کی شادی، اپنی کسی لڑکی کے ساتھ کردیں۔ یہ بات بنو بیاضیہ کے لوگوں کو ناگوار گذری اور انہوں نے کہا، ہم اپنی لڑکیوں کی شادی غلام سے کردیں۔“ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔“

جو حقائق قرآن کی اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں ان کو حضور ﷺ نے اپنے مختلف ارشادات میں زیادہ کھول کر بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا۔

☆ ”لوگو، آگاہ ہو جاؤ کہ تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک۔ پس کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر یا کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے آدمی پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔ بلاشبہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“ (ابوداؤد)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆ ”اللہ نے جاہلیت کے غرور اور آباء واجداد پر فخر کو مٹا دیا ہے اب کوئی شخص یا تو پاکباز مؤمن ہوگا یا پھر بد بخت گنہگار۔“ (مشکوٰۃ)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆ ”جس شخص کو اسکا عمل پیچھے ہٹادے، اسکو اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔“ (ترمذی)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆ ”حسب ونسب پر فخر کرنا جاہلیت کی باتوں میں سے ہے۔“ (مسلم)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆ ”مسلمان کی عزت اس کا تقویٰ ہے اور اسکا دین ہی اس کا حسب نسب ہے۔“ (ترمذی)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆ ”تمہارے ان انساب میں سے کسی پر طعن نہیں ہوسکتا۔ تم میں سے ہر ایک دوسرے سے اسی طرح برابر ہے جس طرح ایک بھرا ہو صاع دوسرے بھرے ہوئے صاع کے برابر ہوتا ہے۔ دین اور تقویٰ کی فضیلت کے سوا کسی کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں۔“ (مسند احمد، بیہقی)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆ ”عورتوں سے ان کے حسن کے وجہ سے نکاح نہ کرو۔ ہوسکتا ہے ان کا حسن و جمال انہیں خرابی کی راہ پر ڈال دے۔ اور نہ ان کے مال و دولت کی بنا پر شادی کرو، ہوسکتا ہے ان کا مال ان کو سرکشی اور فخر میں مبتلا کردے، بلکہ دین واخلاق کی بنا پر شادی کرو، کالی کلوٹی لونڈی جو دین واخلاق سے آراستہ ہو، بہت بہتر ہے۔“ (ابن ماجہ)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆ ”جس نے عزت کیلئے کسی عورت سے شادی کی۔ اللہ اسکی ذلت کو بڑھا دیگا اور جس

نے مال کیلئے کسی عورت سے شادی کی، اللہ اسکی محتاجی کو بڑھادیگا۔اور جو حسب ونسب کی وجہ سے شادی کریگا اللہ اسکی پستی اور ذلت کو بڑھادیگا۔ اور جو کسی عورت سے شادی اس ارادے سے کرے کہ اسکی نظر نیچی رہے، اسکی شرمگاہ محفوظ ہو جائے یا رشتوں کو جوڑا جائے تو اللہ دونوں کی اس شادی میں برکت عطا فرمائے گا۔'' (طبرانی)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆'' جب تمہیں ایسا شخص مل جائے جس کی دینی حالت سے تم مطمئن ہو تو تم اس سے اپنی لڑکیوں کا نکاح کردو۔ اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ وفساد پھیل جائیگا۔'' صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ:۔ اگرچہ اس میں غربت یا نسبی کفاءت کے تعلق سے کوئی نقص ہو پھر بھی؟ اس کے جواب میں،'' آپ ﷺ نے تین مرتبہ کہا کہ جب تمہیں کوئی ایسا شخص مل جائے جس کی دینی حالت سے تم مطمئن ہو تو اس سے اپنی لڑکیوں کا نکاح کردیا کرو۔'' (ترمذی)

آپ ﷺ نے ارشاد فرما۔

☆'' تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے لوگ اپنے آباء واجداد پر فخر کرنا چھوڑ دیں ورنہ وہ اللہ کی نگاہ میں ایک حقیر کیڑے سے زیادہ ذلیل ہو جائینگے۔ (بزاز)

☆''آپ ﷺ سے جاہلی عصبیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ'' اسے چھوڑ دو کیونکہ وہ بدبو ہے۔'' (مسلم)

جاہلی عصبیت کے تعلق سے اللہ اور اسکے رسول کی ان قطعی اور واضح ہدایات وتعلیمات کے علی الرغم آج ہندوستان میں، ضعیف، موضوع اور منکر روایتوں سے استدلال کرکے نسب، پیشہ اور ذات برادری کے اعتبار سے مسلمانوں کو شریف اور ذلیل برادریوں میں بانٹ دیا گیا

ہے۔ دینداری اور تقویٰ کو شادی بیاہ میں اصل حیثیت کے بجائے، ضمنی اور ثانوی حیثیت دیدی گئی ہے۔ دین میں جو چیزیں صرف پہچان اور تعارف کیلئے تھی اسے عزت اور ذلت کا پیمانہ بنادیا گیا ہے اور جن چیزوں پر فخر وغرور کو اللہ اور اس کے رسول نے جاہلیت اور حرام قرار دیا تھا انہیں کو آج شرافت اور ذلت کا معیار بنادیا گیا ہے۔

شادی بیاہ میں جن چیزوں کی حیثیت، شریعت میں ثانوی تھی آج ان کو اصل اہمیت اور حیثیت دیدی گئی ہے۔مفروضہ رذیل برادری کے ساتھ شریف برادری کے رشتے کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔شادی بیاہ صرف برادریوں کے درمیان ہی ہوتا ہے برادری سے باہر شادی بیاہ کرنیوالوں کو اکثر سماجی بائیکاٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔آج ہندوستان میں مسلمانوں کے درمیان برادری اور پیشہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے برادری کا یہ نظام، ذات وبرادری کے اس نظام سے بڑی مطابقت رکھتا ہے جو ہندوؤں میں رائج ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آخری نبی کی امت، جو دنیا سے حسب ونسب پر فخر وغرور اور جاہلیت کے تمام فرق وامتیازات کو مٹانے کیلئے آیا تھا، اسی کی امت، جاہلیت کے اسی فتنہ وفساد کا شکار اور انحراف سے دوچار ہوئی جس سے آپ ﷺ نے اس کو خبردار اور منع کیا تھا۔اور جو آپ ﷺ کی بعثت کا خاص مقصد تھا۔

امت کے اندر اس انحراف کے بہت سے دنیاوی عوامل اور وجوہ کے ساتھ دو دینی وجہیں بھی ہیں۔

۱) امت کے علماء اور فقہاء کا ضعیف حدیثوں کو راویوں اور روایتوں کے کثرت کی وجہ سے، قرآن وصحیح احادیث کے مقابلے میں قبول کرنا۔

۲) قرآن وسنت یعنی شریعت اسلامی اور علماء اور فقہاء کے اجتہادات یعنی فقہ اسلامی

کے درمیان باہمی فرق مراتب کوملحوظ نہ رکھنا اور دونوں کو درجہ کے اعتبار سے ایک کر دینا۔اور بعض اوقات فتویٰ دیتے وقت ،علماء کے اجتہادات کوقرآن واحادیث صحیحہ پر ترجیح دینا۔جبکہ شریعت اسلامی ایک چیز ہے اور فقہ اسلامی دوسری چیز۔دونوں نہ تو حیثیت اور ماخذ میں برابر ہیں اور نہ ہی حجت اور دلیل میں۔شریعت اسلامی اصل اور بنیاد ہے اور فقہ اسلامی اسکے تابع ہے۔

اسلام کے کلی اصول اور اقدار جوقرآن وسنت سے ماخوذ ہیں ان کا نام شریعتِ اسلامی ہے جو ٹھوس اور ناقابل تغیر ہے جو حضور ﷺ کے مبارک زمانے میں مکمل ہوچکی ہے اور جس کی بہترین قولی اور عملی تعبیر اور تشریح صحابہ کرامؓ کے دور میں ہوچکی ہے۔

جبکہ علماء کے اجتہادات یعنی فقہ اسلامی کا کام، ہر آن بدلتے ہوئے حالات اور زمانے میں، شریعت اسلامی کو نافذ کرنے اور انسانی زندگی میں ان کے عملی نفاذ کیلئے مناسب ترین عملی طریقوں کی دریافت اور رہنمائی ہے اور بس۔جن میں خطا اور صواب دونوں کا نہ صرف امکان ہے بلکہ پایا جاتا ہے۔

شریعت اسلامی اور فقہ اسلامی کے باہمی فرق کی وضاحت سے یہ اصولی ترتیب سامنے آتی ہے کہ علماء کے پاس جب کوئی حل طلب مسئلہ آئے تو وہ اس کے حل کیلئے ،سب سے پہلے قرآن وسنت کی طرف رجوع کریں۔اگر وہاں سے مسئلہ کا حل نہ ملے تو فقہ اسلامی یعنی علماء کے اجتہادات کی طرف رجوع کریں اور کسی فقیہ کا کوئی ایسا اجتہاد ہرگز قبول نہ کریں جو اسلام کے ٹھوس کلی اصولوں اور اقدار کے خلاف ہو۔کیونکہ اس سے صحابہ کرامؓ اور چاروں فقہاء نے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ ’’یہ میرا اجتہاد ہے اگر صحیح ہے تو یہ اللہ کی طرف سے ہے

اور اگر غلط ہے تو میری طرف سے ہے اور میں اس غلطی کیلئے اللہ سے معافی چاہتا ہوں‘‘۔ (ابن سعد)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ’’اجتہاد کی غلطی کو امت کیلئے سنت نہ بناؤ۔‘‘ (تفہیمات جلد اول ص ۱۱۱)

امام مالکؒ صحابہؓ کی اجتہادی رائے کے بارے میں کس صفائی سے کہتے ہیں کہ ’’اس میں خطا بھی ہے اور صواب بھی ،تم خود قرآن وسنت کی روشنی میں غور کر کے ایک اجتہاد پر دوسرے اجتہاد کو ترجیح دو‘‘ (ابن عبد البرؒ)

امام مالکؒ اپنے اجتہاد کے بارے میں کہتے ہیں کہ ’’میں انسان ہوں میرا اجتہاد صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی۔تو تم قرآن وسنت کی روشنی میں اسکو جانچو، اگر قرآن وسنت کے مطابق ہے تو قبول کرو ورنہ رد کر دو۔‘‘ (ابن عبد البرؒ)

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جب میں کوئی ایسا فتویٰ دوں جو قرآن وسنت خلاف ہو تو اس کو ترک کر دو۔‘‘

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ’’جب تم دیکھو کہ میرا کوئی اجتہاد، نبی کریم ﷺ کی بات کے خلاف ہے تو جان لو کہ میری عقل ماری گئی ہے۔‘‘ (ابن عساکر)

لیکن آج مسائل کے حل کے تعلق سے، امت کے علماء اس اصولی ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھتے، بلکہ آج یہ ترتیب الٹ گئی ہے۔آج علماء کے سامنے جب کوئی حل طلب مسئلہ آتا ہے تو وہ اس کے حل کیلئے، پہلے قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کے بجائے علماء وہ فقہاء کے اجتہادات کے طرف رجوع کرتے ہیں اور اسی کی روشنی میں فتویٰ دیتے ہیں خواہ یہ فتویٰ اسلامی اقدار اور مقاصد شریعت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔کفاءت کے مسئلے میں قرآن

وسنت پر، علماء کے اجتہادات کی ترجیح ہی نے آج امت کو شریف اور رذیل ذاتوں وبرادریوں میں بانٹ دیا ہے۔ جبکہ اللہ کے نزدیک شرافت اور ذلت کا معیار، حسب ونسب نہیں صرف دینداری اور تقویٰ ہے۔

شادی بیاہ میں جس کفاءت کی تلاش کو شریعت اسلامی نے لازم کیا ہے وہ صرف دینداری اور تقویٰ ہے جو قرآن وحدیث صحیح سے ثابت ہے۔ اور جس کے شرط ہونے پر تمام فقہاء متفق ہیں۔ مالکی فقہاء کفاءت کیلئے دینداری اور تقویٰ کے علاوہ، کسی اور شرط کے قائل نہیں ہیں کیونکہ وہ قرآن وسنت سے ثابت نہیں ہیں۔

فقہاء جن چیزوں کو کفو کی شرط میں شمار کرتے ہیں وہ دینداری اور تقویٰ کے بعد، مطلوب اور پسندیدہ کے درجے میں ہیں انہیں شرط کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ نص صحیح اور صریح سے ثابت نہیں ہیں (یعنی ایسی حدیث جو صحیح بھی ہو اور کفاءت پر جس کی دلالت بھی صریح ہو۔) بلکہ وہ عرف، عادت اور مصالح پر مبنی علماء کے اجتہادات ہیں، شریعت اسلامی میں جن کی حیثیت ثانوی اور قرآن اور صحیح حدیث کے تحت ہے نہ کہ اس سے آزاد اور متصادم۔ عرف ومصلحت پر مبنی علماء کا اجتہاد وہی حجت بن سکتا ہے جو نصوص شریعت کے خلاف نہ ہو۔ چنانچہ ڈاکٹر وحبہ الزحیلی لکھتے ہیں کہ ''عرف وہی مقبول ہے جو صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد کے لوگوں میں رائج ہو اور نص شرعی اور فقہ کے بنیادی اصولوں کے خلاف نہ ہو۔'' (اصول الفقہ الاسلامی ج ۲ ص ۱۳۸)

عرف فاسد کی تعریف ابوزھرہ یوں کرتے ہیں کہ ''عرف فاسد وہ ہے جو نص قطعی، یعنی قرآن وسنت کے واضح احکام کے خلاف ہو۔'' (اصول الفقہ ص ۵۵۲)

معتبر مصلحت کونسی ہے اسکی تعریف، امام شاطبیؒ نے یوں کی ہے۔ ''مصالح اور مفاسد

سے مراد وہ مصالح ومفاسد ہیں جو شریعت اسلامی کی نظر میں معتبر ہوں، نہ کہ وہ جو طبیعت کے موافق اور ناموافق ہوں۔'' (الموافقات)

شریعت اسلامی اور فقہ اسلامی کو درجہ ومرتبہ میں برابر سمجھنے اور ضعیف احادیث کو قرآن اور صحیح حدیث کے مقابلے میں قبول کرنیکی وجہ سے ہی آج امت کے درمیان، حسب ونسب اور پیشہ کی بنیاد پر، شریف اور رذیل کی الگ الگ ذاتیں اور برادریاں وجود میں آ گئی ہیں۔ قدیم فقہاء نے جن چیزوں کو کفاءت کی شرط قرار دیا تھا وہ جدید فقہاء کے نزدیک، نکاح کی شرط بن گئی ہیں حالانکہ نکاح کے شرعاً صحیح ہونے کیلئے صرف مسلم ہونا کافی ہے۔ دونوں کا باہم کفو ہونا شرط نکاح نہیں ہے۔ کفو کی شرط کا تعلق نکاح کے واقع ہونے سے نہیں بلکہ اس کی بقا اور خوشگوار زندگی سے ہے۔ نسب کے شرط نکاح ہونے سے متعلق مفتی کفایت اللہؒ صاحب کی رائے یہ ہے۔

''پس نصوص قرآنیہ اور تعامل صحابہؓ وسلف صالحین، اسی امر پر دلیل قاطع ہیں کہ کفاءت نسبی فی حدذاتہ صحت انعقاد نکاح کی شرط نہیں ہے۔'' (کفایت المفتی ج ۵ ص ۲۲)

نسب کو شرطِ نکاح بنانے کی وجہ سے ہی فقہ کی بعض کتابوں میں نسب اور پیشوں کے اعتبار سے مسلمانوں کو شریف اور رذیل کے خانوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور یہ فتویٰ دیا گیا ہے کہ اشراف یعنی سید، مغل، شیخ اور پٹھان، اجلاف یعنی نائی، درزی، جولاہا اور موچی وغیرہ کے کفو نہیں ہو سکتے۔ یا نائی، درزی اور بڑھئی وغیرہ تاجروں کے کفو نہیں ہو سکتے۔ یا عجمی عالم، عربی عورت کے کفو نہیں ہو سکتے یا معمولی پیشہ والا عالم بھی اشراف کا کفو نہیں ہو سکتا یا نو مسلم مرد خاندانی مسلم عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ نسب اور پیشے کی کفاءت کے جواز میں جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ سب کی سب غیر معتبر اور قرآن واحادیث صحیحہ کے خلاف ہیں جن کا ذکر

ہو چکا ہے۔

اس اصولی اور بنیادی وضاحت کے بعد، اختصار کے ساتھ ان احادیث اور دلائل کا جائزہ ملاحظہ ہو جن سے فقہاء کفاءت کے مسئلے میں استدلال کرتے ہیں یہ جائزہ مولانا مسعود عالم فلاحی صاحب کے مضمون ”مسئلہ کفاءت“ سے ماخوذ ہے جو زندگی ستمبر اور نومبر ۲۰۰۲ء اور فروری اور مارچ ۲۰۰۳ء اور جولائی ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئے ہیں۔ تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

امور کفاءت میں چاروں ائمہ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ احناف کے نزدیک امور کفاءت چھ ہیں، دینداری، نسب، پیشہ، مال، آزادی اور نومسلم اور خاندانی مسلم۔

شافعیہ اور حنابلہ معمولی اختلاف کے ساتھ اسی کے قائل ہیں۔

مالکیہ کفاءت میں صرف ایک شرط دینداری اور تقویٰ کے قائل ہیں۔

☆ دینداری اور تقویٰ میں کفاءت:

دینداری اور تقویٰ میں کفاءت کیلئے فقہاء ان آیات واحادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ اور اس پر چاروں ائمہ متفق ہیں۔

*”گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں اور پاک عورتیں، پاک مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔“ (النور آیت ۲۶)

*”اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔“ (الحجرات آیت ۱۳)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

☆”جب تمہارے پاس ایسے لڑکے کا رشتہ آئے، جس کے دین واخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے رشتہ کرلو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں بڑے فتنے اور فساد برپا ہونگے۔“ (ترمذی)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

*”عورت سے چار وجوہ کی بنا پر شادی کی جاتی ہے اس کے مال کی بنا پر یا حسب ونسب کے سبب سے یا حُسن وجمال کی وجہ سے یا دین وتقویٰ کی بنیاد پر، تو تم دیندار خاتون سے شادی کرکے کامیاب ہوجاؤ اللہ تمہارا بھلا کرے۔“ (بخاری مسلم)

مال میں کفاءت :

مال میں کفاءت کے معتبر ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فقہی روایات کے درمیان اختلاف ہے۔ ایک روایت میں دونوں کا برابر ہونا شرط ہے دوسری میں شرط نہیں ہے فتح القدیر میں ہے کہ ”صحیح بات یہ ہے کہ جو شخص بیوی کو روزانہ کما کر کھلانے کی قدرت رکھتا ہو وہ مالدار عورت کا کفو ہے۔“

جو فقہاء مال کا اعتبار کرتے ہیں وہ درجہ ذیل احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ کی حدیث جس میں آپ ﷺ ان کو معاویہؓ سے شادی نہ کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ:

☆”رہا معاویہ کا معاملہ تو وہ فقیر شخص ہیں ان کے پاس کچھ بھی مال نہیں ہے۔“ (ترمذی)

☆یا یہ حدیث: ”حسب مالداری کا نام ہے اور کرم تقویٰ کا۔“ (ترمذی)

☆یا یہ حدیث: ”بلاشبہ دنیاداروں کا حسب، جس کی طرف وہ جاتے ہیں، مال ہے۔“

(نسائی، بیہقی)

یہ تینوں حدیثیں صحیح ہیں لیکن مال میں کفاءت پر ان کی دلالت، درجہ ذیل وجوہ سے صریح اور واضح نہیں ہے۔

فاطمہ بنت قیس ؓ کو جو پہلے مالدار شخص کے نکاح میں تھیں۔ وہ حضور ﷺ کے پاس مشورے کیلئے حاضر ہوئیں اور پوچھا کہ میں معاویہ ؓ اور اسامہ بن زید ؓ، دونوں میں سے نکاح کیلئے کس کو ترجیح دوں؟ حضور ﷺ نے ان کو اسامہ بن زیدؓ کے ساتھ نکاح کرنیکا حکم دیا اور حضرت معاویہ ؓ کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا اس سے فقہاء یہ استدلال کرتے ہیں۔ یہ حضور ﷺ کا فاطمہ بنت قیس ؓ کے مخصوص حالات کے پیش نظر خصوصی مشورہ تھا۔ اس لئے اس حدیث سے مال میں مطلق کفو کی دلالت صحیح اور صریح نہیں ہے۔

۲) اگر اس حدیث سے مال کی کفو ہونے پر استدلال کیا جائیگا تو یہ صحیح حدیث ("اذاجاء کم من ترضون دینہ") کے خلاف اور معارض ہو جائیگی اور حضور ﷺ کی احادیث باہم معارض نہیں ہوسکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملا علی قاری ؒ نے لکھا کہ اس حدیث کے اندر مال میں کفاءت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

دوسری اور تیسری احادیث سے اس لئے استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ ان میں حضور ﷺ نے دنیاداروں کے بارے میں خبر دی ہے کہ دنیادار لوگ، شادی بیاہ میں دین وتقویٰ کے مقابلے میں مال کو ترجیح دیتے ہیں جیسا کہ ("ان احساب الدنیا") کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے پھر دوسری حدیث میں ("الکرم"، "التقویٰ") کے الفاظ سے یہ واضح کردیا کہ مال نہیں بلکہ دینداری اصل ہے۔

خود حضور ﷺ اور صحابہ ؓ کا اسوہ اس کے خلاف ہے۔

حضور ﷺ کا اسوہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا۔

حضرت ابوبکر ؓ جیسے مالدار شخص نے اپنی بیٹی اسماء ؓ کی شادی انتہائی غریب شخص، حضرت زبیر بن عوام ؓ سے کردی تھی۔ وہ خود بیان کرتی ہیں کہ زبیرؓ سے میری شادی کے وقت ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، نہ زمین، نہ مال نہ غلام۔ صرف ایک اونٹ اور ایک گھوڑا تھا۔ میں گھوڑے کی نگرانی کرتی تھی۔ (بخاری)

عبداللہ بن مسعود ؓ نادار تھے اور ان کی بیوی زینب بنت ابی معاویہ ؓ مالدار تھیں۔ انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ میں اگر اپنا مال اپنے شوہر پر خرچ کروں تو کیا مجھے صدقہ کا ثواب ملے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا'' دہرا اجر ملے گا، ایک قرابت کا اور ایک صدقہ کا۔'' (مسلم)

پیشہ میں کفاءت

فقہاء کا کہنا ہے کہ جس طرح نسب میں کفاءت کا اعتبار ہوگا اسی طرح پیشہ میں بھی ہوگا۔ چنانچہ ان کے مطابق رذیل پیشہ والے، حجام، جولاہا، دھوبی اور نائی وغیرہ شریف پیشہ والے تاجر، بزاز وغیرہ عالم اور قاضی کی لڑکی کے کفو نہیں ہوسکتے۔

فقہاء یہ بھی کہتے کہ پیشہ کا اعتبار، عرف وعادت کی بنا پر کیا جائیگا جو حالات اور زمانے کے ساتھ بدلتا رہے گا۔

امام مالک ؒ پیشہ کا اعتبار نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک جس طرح مال ہمیشہ کسی کے ساتھ چمٹا نہیں رہتا اسی طرح پیشہ بھی کسی کے ساتھ لگا نہیں رہتا۔ امام ابوحنیفہ ؒ بھی امام مالک ؒ

کے ساتھ ہیں ۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ پیشہ کے باب میں جس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ شاذ یعنی منکر ہے اور کثرت سے پیش آنے والے معاملات میں شاذ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

جو فقہاء پیشہ کو قابل اعتبار مانتے ہیں وہ ابن عمرؓ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆''عرب کا بعض، بعض کا کفو ہے اور عجم کا بعض، بعض کا کفو ہے سوائے پارچہ باف (جولاہا) اور حجام کے۔''

یہ حدیث محدثین کی تحقیق کے مطابق ،ضعیف ،منکر ،موضوع اور باطل ہے اس لئے اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

امام ابن قیمؒ نے درایت کے اعتبار سے صحیح اور ضعیف حدیث کی تحقیق کیلئے دو قاعدہ کلیہ بیان کئے ہیں جس کی رو سے بھی یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ پہلا قاعدہ کلیہ یہ ہے۔

ہر وہ حدیث جو بنکروں موچیوں یا کسی جائز پیشہ کی مذمت میں وارد ہوئی ہو، وہ حضور ﷺ کی حدیث نہیں، آپ ﷺ پر بہتان ہے کیونکہ اللہ اور اسکے رسول مباح پیشوں کی مذمت نہیں کرسکتے۔

دوسرا قاعدہ کلیہ:۔''ہر وہ حدیث جس میں لفظ عرب آیا ہے وہ موضوع ہے سوائے اس حدیث کے کہ''کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، مگر تقویٰ کی بنیاد پر'' کیونکہ امام احمدؒ نے اس کو صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔''

یہ موضوع حدیث قرآن، احادیث صحیح اور حضور ﷺ اور صحابہؓ کے اسوہ کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

☆''دنیاوی زندگی میں، ان کی روزی، ہم نے ہی تقسیم کر رکھی ہے اور ہم نے ہی ایک دوسرے پر رفعت اور فوقیت دے رکھی ہے تا کہ یہ ایک دوسرے سے خدمت لیں۔'' (الزخرف آیت ۳۲)

☆''اور ہم نے لوہے کو اس کے لئے (یعنی داؤد علیہ السلام) نرم کر دیا، اس حکم کے ساتھ کہ زرہیں بنا۔ اور ان کے حلقے ٹھیک اندازے پر رکھ۔'' (سباء آیت ۱۱)

امام رازیؒ سورہ زخرف کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ سارے انسانوں کو ہر چیز میں برابر کر دے تو کوئی کسی کی خدمت نہ کرے، ایسی صورت میں دنیا کے نظام کی تباہی و بربادی لازم ہوگی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆''اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر رزق کسی نے نہیں کھایا حتیٰ کہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔

☆حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسی کمائی سب سے پاکیزہ ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا''آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور پاکیزہ تجارت۔'' (بزار، حاکم)

اللہ کے نبی زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے، خود حضور ﷺ اجرت پر بکریاں چرایا کرتے تھے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆''اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا، کیا آپ ﷺ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں میں مکہ والوں کی بکریاں اجرت پر چراتا تھا'' (بخاری)

حضرت سلمان فارسیؓ کھجور کی پتیوں کی چٹائی بنایا کرتے تھے۔حضرت ایوب انصاریؓ کا پیشہ بنکری تھا۔ ایک صحابی ابو ہند جو حجام تھے انہوں نے آپ ﷺ کے جسم اطہر سے،فاسد خون نکالا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''اگر کوئی شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جس کے دل میں اللہ نے ایمان کو راسخ کر دیا ہے تو ابو ہند کو دیکھے۔'' (ابن ماجہ)

درج بالا آیات واحادیث کی بنیاد پر علماء نے پیشہ کو فرض کفایہ کہا ہے۔ چنانچہ امام غزالی لکھتے ہیں کہ:۔ فرض کفایہ ہر وہ علم اور ہنر ہے جس سے انسان دنیاوی معاملات میں بے نیاز نہیں ہوسکتا۔جیسے طب اور حساب کا علم وغیرہ۔ یہ ایسے علوم ہیں کہ اگر کوئی شہر ان کے جاننے والوں سے خالی ہوجائے تو لوگوں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑیگا۔اس طرح بنیادی اہمیت کے کام اور صنعتیں بھی فرض کفایہ ہیں۔جیسے کھیتی،بُنائی،تنائی،سلائی اور حجامت وغیرہ اگر کوئی شہر اس طرح کے اہل ہنر سے خالی ہوجائے تو لوگ پریشانی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوجائیں گے۔ (الاحیا)

حضرت مخدوم اشرف سمنانیؒ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ''اکثر انبیاء کسی نہ کسی پیشہ کی طرف منسوب ہیں اس لئے پیشہ کو ذلیل سمجھنا ایک قسم کا کفر ہے۔''

مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ'' جائز پیشہ کی بنیاد پر کسی کو ذلیل سمجھنا اسلامی احکام وتعلیم کے خلاف ہے مسلمانوں میں یہ مرض ہندوؤں کے میل جول سے پیدا ہوا ہے جس نے اسلامی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔''

نومسلم اور خاندانی مسلم کی کفاءت۔

نومسلم اور خاندانی مسلم،ایک دوسرے کے کفو نہیں ہو سکتے،اس سے متعلق،قرآن وسنت

یا اُسوہ صحابہؓ میں کسی ضعیف یا موضوع روایت کا ثبوت تو درکنار،اشارہ بھی نہیں ملتا۔ بلکہ فقہ کا یہ مسئلہ قرآن،سنت اور اسوہ صحابہؓ سے متصادم ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

☆''تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ایک مؤمن لونڈی بہتر ہے مشرک شریف زادی سے۔اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو۔اور اپنی عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا،جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں،ایک مؤمن غلام بہتر ہے مشرک شریف سے۔اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو۔'' (البقرہ ۔۲۲۱)

اس آیت کریمہ کا مفہوم مخالف یہ ہوگا کہ اگر مشرک مرد اور مشرک عورت اسلام قبول کرلیں تو ان سے نکاح کیا اور کرایا جاسکتا ہے۔اس میں نومسلم اور خاندانی مسلم کے باہم کفو نہ ہونے کی کوئی بات نہیں کہی گئی ہے۔

عجمی صحابی حضرت سلمان فارسیؓ آزاد کردہ غلام تھے انہوں نے غزوہ بدر کے بعد اسلام قبول کیا تھا انہوں نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو،ان کی صاحبزادیوں سے نکاح کا پیغام دیا تو ان دونوں بزرگوں نے اسکو قبول کرلیا۔حالانکہ فقہی روایات کے اعتبار سے حضرت سلمان فارسیؓ،ان کے کفو نہیں تھے(الجامع لاحکام القرآن)

حقیقت یہ ہے کہ اس فتوے نے اشاعت اسلام کو کافی نقصان پہنچایا ہے اس فتوے نے غیر مسلموں کو،اسلام میں داخل ہونے سے کس طرح روکا ہے اس کی ایک مثال یہ ہے۔

تقسیم ہند سے قبل ضلع بجنور کے نہٹو،علاقہ کے غیر مسلم تیاگی چودھریوں نے قبول اسلام کا فیصلہ کیا اور شرط یہ رکھی کہ قبول اسلام کے بعد،ہماری ہی برادری کے وہ لوگ جو صدیوں سے مسلمان ہیں،ہم سے شادی بیاہ کریں۔اس شرط پر غور وفیصلہ کیلئے مسلم چودھریوں نے میٹنگ بلائی،تین دن کی بحث کے بعد،فیصلہ کیا کہ قبول اسلام کے بعد وہ نومسلم ہونگے اور ہم

خاندانی مسلمان ہیں اس لئے وہ ہمارے کفو نہیں ہوسکتے۔اس لئے ہم نہ تو ان کو بیٹی دیں گے اور نہ ہی ان کی بیٹی لیں گے۔ اس فیصلہ کی وجہ سے انہوں نے قبول اسلام کا ارادہ ترک کردیا۔'' (مسئلہ کفو اور اسلام از مولانا عبدالحمید نعمانی)

نومسلم اور خاندانی مسلم کی کفاءت سے متعلق تقریباً ایک جیسے دو سوالات کے دو متضاد جوابات۔ پہلا سوال؟

''میں پہلے غیر قوم سے تعلق رکھتا تھا پینتس ۵۳ سال قبل اسلام قبول کیا اور اب تک اس پر قائم ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ، نماز و روز کا پابند ہوں، میرے لڑکے کا رشتہ، خاندانی مسلمان کی لڑکی سے طے ہو چکا ہے۔لیکن ان کے کچھ رشتہ دار ایسے جاہل ہیں جو ورغلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ نومسلم ہے ان کو لڑکی نہیں دینا چاہیئے؟ ایسے لوگ جو اس نیک کام میں رخنہ ڈالیں، ان کا کیا حکم ہے؟''مفتی کفایت اللہ صاحب کا جواب ملاحظہ ہو۔

''نومسلم جو نیک صالح اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہوں۔ان کو لڑکی دینا جائز، بلکہ موجب اجر و ثواب ہے جو لوگ اس کام میں رخنہ اندازی کرتے ہیں وہ سخت گنہگار ہوں گے۔''

دوسرا سوال ایک شخص قوم کا کائستھ ہندو تھا۔ وہ مسلمان ہو گیا، نماز، روزہ کا پابند ہے وہ کفو، سید، شیخ کی لڑکیوں کا ہے یا نہیں؟ نومسلم بے نمازیوں کو ناپسند کرتا ہے ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے؟ مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی مفتی دیوبند کا جواب:۔ شیخ سید کی لڑکی کفو اس نومسلم کی نہیں ہے۔البتہ کوئی نومسلمہ یا دیگر اقوام کی لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے اگر بے نمازی ہو تو اس کو سمجھا کر نمازی بنایا جاوے، نکاح صحیح ہو جاوے گا کیونکہ وہ مسلمان ہے۔'' (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ وجوہ واسباب کیا ہیں؟ جن کی وجہ سے مفتی کفایتؒ اللہ

کا جواب، مفتی عزیز الرحمٰن کے جواب کے بالکل برعکس ہے جبکہ دونوں حنفی اور دیوبندی ہیں زمانہ بھی دونوں کا ایک ہے اور جواب بالکل متضاد؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کے اکثر مفتی، قرآن وسنت اور فقہاء کے اجتہادات کے درمیان جو درجہ و مرتبہ کا فرق شریعت میں ہے اس کو ملحوظ نہیں رکھتے، اور دونوں کو دلیل کے اعتبار سے ایک اور ہم پلہ و ہم رتبہ سمجھ لیا گیا ہے۔

مفتی کفایتؒ اللہ نے فتویٰ دیتے وقت، علماء کے اجتہادات پر، قرآن وسنت کو ترجیح دی ہے اس لئے ان کا فتویٰ، مفتی عزیز الرحمٰن کے فتوے سے مختلف ہے اور مفتی عزیز الرحمٰن نے، قرآن وسنت پر علماء کے اجتہادات کو مقدم رکھا ہے جبکہ دین میں علماء کے اجتہادات کو قرآن وسنت کے تابع رہنا چاہئے نہ کہ اس سے آزاد۔

نسب، خاندان اور برادری میں کفاءت۔

کفاءت کی بحث میں سب سے اہم مسئلہ نسب و برادری کا ہے۔فقہاء نے انسانوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ان کے مطابق عجمی مرد، عربی عورت کا کفو نہیں ہوسکتا، عجمی عالم، جاہل عربی عورت کا کفو نہیں ہوسکتا۔

جن فقہاء کے نزدیک نسب میں کفاءت معتبر ہے وہ اپنے مسلک کی تائید میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں۔

پہلی دلیل:۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

*''عورتوں کا نکاح ان کے کفو میں کیا جائے اور ان کا نکاح صرف اولیاء ہی کریں اور ان کا مہر دس درہم سے کم نہ ہو۔'' (دار قطنی)

اس حدیث کے موضوع ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے اس لئے اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرے نسب کی کفاءت پر اس کی دلالت صریح اور واضح نہیں ہے۔

دوسری دلیل:۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆اپنے نطفوں کے لئے اچھی عورت کا انتخاب کرو، اپنے کفو کی لڑکیاں لو اور کفو میں لڑکیاں دو۔'' (ابن ماجہ، دارقطنی)

اکثر محدثین کے نزدیک یہ حدیث موضوع ہے، اور کفاءت فی النسب پر اس کی دلالت صریح اور واضح نہیں ہے۔

تیسری دلیل:۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

*''اے علی تین چیزوں کو کبھی مؤخر نہ کرنا۔ نماز جب اس کا وقت آ جائے، جنازہ جب تیار ہو جائے اور کنواری لڑکی کی شادی جب اس کا ہم پلہ کوئی لڑکا مل جائے۔'' (ترمذی)

یہ حدیث بھی ضعیف ہے اور اس حدیث میں بھی کوئی ایسا لفظ یا قرینہ نہیں ہے جس کی نسب کی کفاءت پر دلالت صریح اور صحیح ہو۔

چوتھی دلیل:۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا۔

''میں حسب ونسب والی خاتون کو صرف اس کے کفو میں شادی کرنے کا حکم دونگا اور اسکی مخالفت سے روکونگا۔''

یہ اثر ہے اور منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اس سے استدلال صحیح نہیں ہے اور خود حضرت عمرؓ کا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے دینداری کی وجہ سے اپنے صاحبزادے کی شادی جھونپڑی میں رہنے والی اس دیہاتی کی لڑکی سے کی تھی جس کے خاندان میں رشتہ کرنا اہل عرب عار سمجھتے تھے۔ اور انہوں نے عجمی اور آزاد کردہ غلام صحابی

حضرت سلمان فارسی کو پیش کش کی تھی کہ وہ ان کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ سے نکاح کر لیں۔

پانچویں دلیل:۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

*'' چار چیزوں کو دیکھ کر عورت سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اسکے مال کی وجہ سے، اس کے حسب ونسب کی بنا پر، اس کے حسن و جمال کے سبب اور اس کے دین تقویٰ کا باعث، تو تم دین واخلاق کی حامل عورت سے نکاح کر کے کامیاب ہو جاؤ، اللہ تمہارا بھلا کرے۔'' (بخاری)

یہ حدیث صحیح ہے لیکن اس حدیث کو سمجھنے میں لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس میں نسب، جمال اور مال والی عورت سے شادی کا حکم نہیں دیا گیا ہے بلکہ معاشرے میں رائج، عادتوں اور رواج کی خبر دی گئی ہے لوگ ان چیزوں کو دیکھ کر، شادی بیاہ کرتے ہیں اسی وجہ سے امر کے صیغے کے بجائے مجہول کے صیغے کا استعمال ہوا ہے۔ ان چار چیزوں میں سے، امت کو دین کی بنیاد پر شادی کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس کی صراحت ("فاظفر بذات الدین") کے الفاظ میں کی گئی ہے۔

علامہ ابوالحسن علی بن محمد کنانیؒ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے حکم مراد نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے بلکہ لوگوں کے معمولات کی اطلاع دینا مقصود ہے اسی لئے آخر میں "فاظفر بذات الدین" کا حکم دیکر بقیہ چیزوں کی نفی کر دی گئی ہے۔

چھٹی دلیل:۔ ''امام سرخسیؒ نے نسب کی کفاءت کے مسئلے میں ایک استدلال یہ کیا ہے کہ جنگ بدر میں، حضور ﷺ نے کفار کے مطالبہ پر انصار کو واپس بلا لیا اور ان کے

مقابلے کیلئے حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جب جنگ میں نسب کا اعتبار ہو سکتا ہے تو نکاح جیسے حساس معاملے میں کیوں نہیں ہو سکتا۔ جس میں لڑکی خود کو فروخت کر دیتی ہے۔'' (المبسوط)

اس دلیل میں جو کمزوری ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اگر جنگ بدر میں انصار کو پیچھے ہٹا کر، مہاجرین کو مقابلہ میں جانے کا حکم نسب میں کفاءت کی دلیل ہو سکتی ہے تو حضرت زید بن حارثہؓ اور اسامہ بن زیدؓ کا اس لشکر کا سپہ سالار بنایا جانا جس میں جلیل القدر صحابہؓ شامل تھے کیا اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ نسب میں کفاءت کوئی چیز نہیں ہے؟

دوسرے اگر عدم کفاءت کی وجہ سے حضور ﷺ نے انصار کو واپس بلایا تھا تو اس جنگ کے بعد انصار و مہاجرین میں باہمی نکاح کیوں اور کس دلیل سے جاری رہا؟

ساتویں دلیل:۔ امام سرخسیؒ نے نسب کی کفاءت کے بارے میں ایک دوسرا استدلال یہ کیا ہے کہ نکاح کے ذریعے، عورت پر مرد کو برتر حقوق حاصل ہو جاتے ہیں جو ایک طرح کی ذلت ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

*'' نکاح ایک طرح کی غلامی ہے تو تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہئے کہ وہ اپنی لڑکی کو کہاں رکھ رہا ہے یعنی شادی کہاں کر رہا ہے۔''

'' ایک شخص غیر کفو میں نکاح کر کے اپنی اولاد کو ذلیل کرتا ہے اور اپنے نفس کو ذلیل کرنا حرام ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ '' مؤمن وہ نہیں ہے جو اپنے آپ کو ذلیل کرے۔'' لہٰذا شادی بیاہ میں نسب برادری اور ذات کا اعتبار ہوگا۔'' (کتاب المبسوط)

امام بیہقیؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ صحیح ترین بات یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

اس حدیث سے امام سرخسیؒ کا استدلال اس وقت صحیح ہوتا جب وہ شرعاً یہ ثابت کر دیتے کہ دین اسلام بھی، نسب اور پیدائش کی بنیاد پر، شریف اور رذیل کی تقسیم کرتا ہے۔

اس حدیث کا مضمون قرآن اور صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ اور اس موقوف حدیث کو حضور ﷺ کی طرف منسوب کرنا، آپ ﷺ کی اور دین اسلام کی توہین ہے۔

آٹھویں دلیل:۔ نسب میں کفاءت کے معتبر ہونے کی ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ۔ چونکہ لوگ اپنے نسب اور برادری پر فخر کرتے ہیں اسلئے کفاءت میں اس کا اعتبار ہوگا۔

یہ دلیل قرآن و سنت کے نصوص سے متصادم ہے اسکی تردید کیلئے یہ حدیث کافی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆'' دو چیزیں ایسی ہیں جو اگر لوگوں میں پائی جائیں تو انہیں کفر کے درجے تک پہنچا دیتی ہیں۔ ایک نسب میں طعن کرنا (یعنی دوسروں کو رذیل ذات کا سمجھنا) اور دوسرے میت پر نوحہ کرنا۔'' (مسلم)

نویں دلیل:۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆'' عرب کا بعض، بعض کفو ہے اور عجم کا بعض، بعض کا کفو ہے سوائے جولاہا اور حجام کے۔'' (حاکم، دارقطنی)

یہ حدیث موضوع ہے اور قرآن، احادیث صحیحہ، حضور ﷺ اور اسوہ صحابہؓ کے خلاف اور اس سے متصادم ہے۔ جس کی تفصیل پیشہ کی بحث میں آ چکی ہے کہ نسب و پیشہ کی مذمت کرنے والی ساری حدیثیں موضوع ہیں۔

دسویں دلیل:۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆'' اللہ نے ابراہیمؑ کی اولاد میں سے حضرت اسمٰعیلؑ کو چنا، اور ان کی اولاد سے

بنو کنانہ کو چھانٹا اور ان میں سے قریش کو منتخب کیا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے میرا انتخاب کیا۔'' (مسلم)

یہ حدیث صحیح ہے لیکن اس حدیث کو نسب کی عصبیت اور فخر کیلئے کیسے دلیل بنایا جا سکتا ہے جبکہ نسب اور افتخار بالآباء کی ممانعت پر بکثرت صحیح احادیث موجود ہیں مثلاً ۔حضور ﷺ کا یہ ارشاد کہ ''میں اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں اور فخر بالکل نہیں۔'' (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

حضور ﷺ کا یہ بیان فخر کیلئے نہیں بلکہ اپنی شناخت، عظمت اور اظہارِ تشکر کیلئے تھا۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو نسب کی کفاءت کی دلیل بنانا محلِ نظر ہے۔

گیارھویں دلیل:۔ حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (یعنی عجمی کو) عرب کی عورتوں سے نکاح کرنے سے روکا۔'' (طبرانی)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے اہل عرب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''نہ تو ہم تمہاری امامت کر سکتے ہیں اور نہ ہی تمہاری عورتوں سے نکاح۔''

یہ حدیث موضوع ہے کیونکہ اس میں عرب کا لفظ آیا ہے، علامہ ابن قیمؒ نے یہ قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے کہ ''ہر وہ حدیث جس میں عرب کا لفظ آیا ہے موضوع ہے سوائے اس حدیث کے کہ ''نہیں ہے فضیلت کسی عربی کو کسی عجمی پر، مگر تقویٰ کی بنا پر۔''

دوسرے امامت کا مستحق کون ہے اس سے حدیث وفقہ کی کتابیں بھری پڑیں ہیں لیکن ان میں عربیت اور عجمیت کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ خود حضرت سلمان فارسیؓ کا عمل اس حدیث کے خلاف ہے۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی صاحبزادیوں سے پیغام نکاح دیا۔ حضرت بلالؓ کے نکاح میں، معروف قریشی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی بہن ہالہ بنت عوفؓ تھیں۔

☆ بارہویں دلیل:۔ برادری اور ذات پات کے حامی علماء زبانی طور پر بعض مسلم حکمرانوں کے غیر اسلامی طرزِ عمل سے بھی استدلال کرتے ہیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان میں ذات اور برادری واد کی جڑیں کتنی گہری ہیں جس کیلئے کیسی بودی اور کمزور دلیلوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ جس کو مٹانے کیلئے اسلام آیا ہے۔

ہندوستان کے بعض حنفی علماء کا یہ فتویٰ کہ چھوٹی ذات والے مثلاً جولاہے، موچی اور نائی وغیرہ اگر عالم بھی ہوں تب بھی بڑی ذات والوں کے کفو نہیں ہو سکتے۔ اس فتوے کی تردید میں محدث حبیب الرحمٰن اعظمی حنفی یہ لکھتے ہیں کہ ''یہ جو مشہور ہے کہ یہی ظاہر الروایت ہے تو یہ دعویٰ غلط اور بے دلیل ہے کیونکہ محیط و بزازیہ فیض جامع الفتاویٰ اور نہر فائق میں لکھا ہے کہ شرف علم، شرف نسب سے بڑھکر ہے لہٰذا کوئی عجمی عالم خواہ وہ خیاط ہو، بزاز ہو یا جولاہا، ایک سیدانی کا بلاشبہ کفو ہو سکتا ہے اور سید اولادِ آدمؑ، حضرت محمد ﷺ کا عمل بھی اس کی دلیل ہے۔''

☆ تیرہویں دلیل:۔ نسب کی کفاءت کے ثبوت میں ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ سید اور سادات کیلئے زکوٰۃ حرام ہے اگر سیدہ کی شادی غیر سید گھرانے میں ہوگی تو وہ زکوٰۃ کھائیگی اور فعل حرام کی مرتکب ہوگی۔

یہ دلیل حضور ﷺ کے اسوہ کے خلاف ہے خود آپ ﷺ نے اپنی تین صاحبزادیوں کا نکاح غیر ہاشمی سے کیا۔ اور آپ ﷺ کی موجودگی میں بنو ہاشم کے بہت سے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا، یہ کیسی جرأت ہے کہ نعوذ باللہ، دین کی جو مصلحت حضور ﷺ کی سمجھ میں نہیں آئی، گویا اسکو سمجھنے کا دعویٰ یہ حضرات کر رہے ہیں۔

چودھویں دلیل:۔ نسب کی کفاءت کی ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اپنی برادری و ذات

میں شادی مصالح نکاح میں سے ہے۔

اس دلیل سے متعلق پہلی بات یہ ہے کہ شریعت اسلامی میں معتبر اور قابل قبول مصلحت وہ ہوگی جو مقاصد شریعت کی تکمیل کرنے والی ہو، نہ کہ اس کے خلاف، شادی بیاہ میں دینداری پر حسب ونسب کو ترجیح دینا شریعت کے خلاف ہے۔ اور جس سے حضور ﷺ کی مخالفت بھی لازم آتی ہے کہ نعوذ باللہ :۔ آپ ﷺ نے مصلحت کا اعتبار کئے بغیر، ہاشمی، قریشی اور عربی عورتوں کا نکاح غیر برادری میں کروایا۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جن عورتوں کی شادیاں غیر برادری میں کروائیں ان میں حضرت زینبؓ کے علاوہ سب نے کامیاب ازدواجی زندگی گذاری۔ مثلاً فاطمہ بنت قیسؓ اپنی خوشگوار ازدواجی زندگی کا اعتراف کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ اللہ نے میرے حق میں اسامہ بن زیدؓ کو باعث خیر وبرکت بنادیا اور میں نے ان کے ساتھ قابل رشک زندگی بسر کی۔'' (نسائی)

حضرت زینبؓ بنت جحشؓ کے طلاق کی وجہ صرف غیر برادری میں شادی نہیں تھی بلکہ مختلف وجوہات میں سے ایک وجہ جاہلیت کی ایک غلط رسم کو مٹانا بھی تھا۔ اس رسم کو ختم کرنے کیلئے اللہ نے ان کو حضرت زیدؓ کے عقد نکاح سے آزاد کرواکے، حضور ﷺ کی زوجیت میں دیکر، اس جاہلی رسم کا خاتمہ کردیا۔ خود اللہ رب العزت نے اس تفریق کی وجہ رسم جاہلیت کا انسداد بتایا ہے۔

☆ ''پھر جب زیدؓ کا اس سے جی بھر گیا، ہم نے اس کا نکاح آپ ﷺ سے کردیا، تاکہ مؤمنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کے معاملہ میں کوئی تنگی نہ رہے۔ جب کہ وہ ان سے اپنا جی بھر چکیں۔ اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی چاہیئے تھا۔''

(الاحزاب ۳۷)

پھر جب حضرت زیدؓ حضرت زینبؓ کو طلاق دیدی تو حضور ﷺ نے ان کی شادی اپنی پھوپھی کی نواسی ام کلثوم بنت عقبہؓ سے کردی۔ لیکن حضرت زیدؓ نے ان کو بھی طلاق دیدی اور حضور ﷺ کی چچازاد بہن درہؓ بنت ابی لہب سے نکاح کرلیا۔ پھر ان کو بھی طلاق دیدی، اور آپ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن، ہند بنت العوامؓ سے نکاح کرلیا۔ (الاصابہ)

اگر حضرت زینبؓ کے طلاق کی واحد وجہ، غیر کفو میں شادی ہونے کی وجہ سے ہوئی ہوتی تو حضور ﷺ اور صحابہؓ ان کو دوبارہ ہاشمی اور قریشی عورتوں سے شادیاں کرنے سے ضرور منع کرتے۔

تیسری بات یہ کہ کسی مصلحت کا اعتبار صرف اس وقت ہوگا جب وہ نص شرعی کے خلاف نہ ہو اور صرف اسی وقت تک ہوگا جب تک اس کی وجہ سے، اس سے بڑی اور اہم مصلحت فوت نہ ہوتی ہو۔ لیکن آج اس مصلحت نے مسلمانوں کو شریف اور رذیل ذات اور برادریوں میں بانٹ دیا ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے درمیان بعض برادریاں شریف اور اعلیٰ سمجھی جاتی ہیں اور بعض رذیل اور گھٹیا۔ اسی طرح کچھ کام اور پیشے معزز اور شریف مانے جاتے ہیں اور کچھ حقیر وپست۔ جو اسلام کی بنیادی تعلیمات کے خلاف ہے۔

بدقسمتی سے آج مسلم معاشرے میں برادری کی حیثیت کم وبیش ویسی ہی ہے جو ہندوؤں کے یہاں ذات پات کی ہے اس برادری واد کی وجہ سے غیر مسلموں میں اسلام کی اشاعت کو زبردست دھکا لگا ہے چنانچہ جب ڈاکٹر امبیڈکر نے تبدیلی مذہب کا اعلان کیا تو مولانا حفظ الرحمٰنؒ سیوہاروی نے ان سے ملاقات کرکے، ان کے سامنے اسلام اور اسکے تصور مساوات کو پیش کیا تو ڈاکٹر امبیڈکر نے اپنی الماری میں رکھی ہوئی کتابوں کی طرف اشارہ

کرتے ہوئے کہا کہ،

’’مولانا آپ اس الماری میں کتابیں دیکھ رہے ہیں، یہ سب مذہب اسلام سے متعلق ہیں میں نے سید امیر علی، عبداللہ یوسف علی اور دوسرے بہت سے مسلم، نومسلم اور غیر مسلم اور اسلام کے اسکالرز کی کتابوں کا توجہ سے مطالعہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اصولی طور پر اسلام سماجی جمہوریت اور انسانی مساوات کا داعی اور نقیب ہے۔ لیکن ہندوستان میں آپ لوگ، منو کے ورن آشرم پر عمل پیرا ہیں۔ آپ نے اپنے سماج کو بھی ذات اور برادری میں تقسیم کر رکھا ہے اگر میں اسلام قبول کرلوں تو آپ مجھے کس خانہ میں رکھیں گے۔‘‘؟

مولانا کے ساتھ ڈاکٹر امبیڈکر کی یہ گفتگو مسلمانوں کیلئے تازیانہ عبرت ہے کہ ہم آج اسلام کی حقیقت سے کتنا دور ہو گئے ہیں اور اسکی شکل کو کتنا بگاڑ دیا ہے۔

زیر اہتمام: محمد صدیق قریشی
Pixel Arts
Mobail : 9820790615
Printed at : Fatima Printers
Tilak Nagar , Saki Naka Mumbai 400070

دعوۃ القرآن

ترجمہ وتفسیر پانچ زبانوں میں

تالیف : **مولانا شمس پیر زادۃؒ**

اردو	سیٹ	1200/-
مراٹھی	سیٹ	360/-
گجراتی	سیٹ	830/-
ہندی	سیٹ	1120/-
انگریزی	سیٹ	1015/-
پارہ عم اردو		70/-
پارہ عم گجراتی		65/-
پارہ عم ہندی		120/-
پارہ عم انگریزی		70/-

ادارہ دعوۃ القرآن

۵۹۔محمد علی روڈ۔ممبئی ۴۰۰۰۰۳ ☆ فون:۲۳۴۶۵۰۰۵

تصانیف مولانا ریاض احمد خاں

اتحاد ملت ضرورت، اہمیت اور طریقہ	35/-
اولاد کی تربیت	12/-
مطالعۂ قرآن کی ضرورت واہمیت	12/-
محمد ﷺ مشن اور کردار	10/-
بدعت، مبالغہ اور تشدد کا مقام (اللہ، رسول ﷺ اور صحابہؓ کی نظر میں)	14/-
فضائل اعمال میں ضعیف احادیث پر عمل کا شرعی حکم	12/-
بدعت کے حق میں مولانا نعمانیؒ کے دلائل کا جائزہ	12/-
دین اسلام میں بدعت اور اجتہاد کا حقیقی محل	15/-
فضائل اعمال (تبلیغی نصاب) ایک جائزہ	16/-
مسنون اذکار ونوافل میں بدعت کی پہچان	12/-
اسوۂ رسول اور تزکیۂ نفس	100/-
جادو عقیدہ وعمل کا امتحان	20/-
کفو، برادری واد اور اسلام	8/-
تبلیغی اصول، قرآن وحدیث کی روشنی میں	10/-
سیاسی واجتہادی امور اور مولانا مودودی	12/-

ادارہ دعوۃ القرآن

۵۹۔محمد علی روڈ۔ممبئی ۴۰۰۰۰۳ ☆ فون: ۲۳۴۶۵۰۰۵